علم تجوید وقرأت اور امام احمد رضا

محمد توفیق برکاتی مصباحی

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

مجدد اعظم، فقیہ اسلام، امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان (ولادت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء - وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی عبقری الشرق، ہمہ جہت، بلند اقبال اور قابل قدر ذات ستودہ صفات اور ان کی تجدیدی واصلاحی، دینی وملی، معاشی وسماجی، تصنیفی وتالیفی، اور تحقیقی کارہائے نمایاں پر مجھ جیسا ہیچ مداں کیا تبصرہ پیش کرسکتا ہے، رضا کی ذات ایک بحر ذخار ہے جس کی گہرائی اور وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، ان کے کارنامے ایسے بیش بہا خزانے ہیں، جس کی قیمت نہیں لگائی جاسکتی، وہ ہر جہت سے ممتاز ہیں، ہر زاویے سے منفرد المثال ہیں، بڑے بڑوں نے کہا، لکھا، بتایا: رضا کی ذات تو ایک معجزہ ہے، اس کی حقیقت شناسی مشکل ہے، یہ میری خوش بختی وسعادت مندی ہے کہ اس عظیم المرتبت اور آفاقی شخصیت کو موضوع سخن بنا کر فیضان رضا کی چھینٹوں سے اپنے فکر ونظر کو برودت پہنچا رہا ہوں، ان شاء اللہ عزوجل انعامات خداوندی کے حق داروں میں فقیر راقم الحروف کا نام بھی رضا کے صدقے مندرج ہوجائے گا، وما ھو علی اللہ بعزیز۔

اس مختصر مقالہ میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کے افکار تجوید وقرأت کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس فن کے بارے میں رضا کا پیغام اور ان کی تعلیم کیا ہے؟

امام اہل سنت قدس سرہ کی علوم کی ترویج وتدوین، دین کی اشاعت وتبلیغ اور تصنیفی وفتویٰ نویسی وغیرہا مشاغل دینیہ سے معروف ترین ۵۴ سالہ حیات مبارکہ پر جب ہم اس حیثیت سے تجزیاتی نگاہ ڈالتے ہیں کہ انہوں نے کن علوم وفنون کی تحصیل وطلب پر کافی شد ومد سے تلقین فرمائی اور دین وشریعت کے احکام پر اچھی طرح عمل درآمد گی کے لئے کن تعلیمات کو لازمی گردانا تو علم تجوید کو ان میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوتا دکھائی دیتا ہے، ان کے مطالعہ سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ علم تجوید قرأت ایک شرعی ذمہ داری اور دینی فریضہ ہے، جس کی تحصیل بہر حال ضروری ولازمی ہے۔

ابتدا میں چند باتیں بطور مقدمہ پیش کی جاتی ہیں، آگے کی ابحاث سے جن کا گہرا ربط ہے۔

(۱) نماز جو افضل العبادات واہم العبادات ہے، اس میں قرأت قرآن کو رکن کا درجہ حاصل ہے۔ قرأت قرآن نماز کے فرائض میں سے ایک اہم فرض ہے۔

(۲) قرأت قرآن کے لئے حروف کی تصحیح ضروری ہے۔

(۳) بندوں پر اللہ عزوجل کے لازم کردہ فرائض کو دو خانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) فرض عین، (۲) فرض کفایہ

فرض عین: وہ ہے جس کا کرنا ہر عاقل وبالغ مسلمان پر لازم وضروری ہے۔ جیسے پانچوں وقت کی نمازیں وغیرہ۔

فرض کفایہ: وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر لازم وضروری نہیں، بلکہ بعض لوگوں کے ادا کر لینے سے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی ادا نہ کر سکے تو سب گنہ گار ہوں گے جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔

(سامان آخرت از علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ، طبع لاہور، ص ۶۸، ۶۹)

حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے، ارشاد فرماتے ہیں: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ، یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض عین ہے (معجم کبیر للطبرانی، ص ۲۴۰/۱۰)

الجامعۃ الغوثیہ، خان مینشن، ۱۳۵/۱۳۷ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳۔ 9819433765

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ دنیوی علوم اور تہذیب نو کے دل دادہ اس حدیث پاک کو بیان کر کے کوئی بھی علم مراد لے لیتے ہیں، جب کہ حدیث پاک کی مراد صرف فرض عین یعنی علم دین ہے۔

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

''علم دین سیکھنا اس قدر کہ مذہب حق سے آگاہ ہو، وضو، غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو، تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو فرض عین ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم جدید، ص ۶۲۷/۲۳، برکات رضا پور بندر گجرات)

یعنی ان احکامات، مشاغل شرعیہ، مسائل دینیہ اور ارکان اسلام کے مطالبات و ضروریات سے آگاہی ہر مسلمان مکلف پر لازم و ضروری ہے اور اتنے علوم کا سیکھنا ہر کسی پر فرض ہے۔

صدر الشریعہ ابو العلی علامہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ فتاویٰ شامی کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

''بقدر ضرورت مسائل فقہ کا جاننا فرض عین ہے اور حاجت سے زائد سیکھنا حفظ جمیع قرآن سے افضل ہے''

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۸۰)

فقیہ اسلام مجدد اعظم قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف اول میں کافی شرح وبسط کے ساتھ اس تعلق سے بحث کی ہے۔ فرماتے ہیں:

''ہر شخص پر اس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۶/۹، ممبئی)

ان تفصیلات کے بعد ضروری ہے کہ ان تعلیمات وتاکیدات کو پیش کیا جائے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علم تجوید وقرأت کی اہمیت وضرورت، شرعیت وفضیلت اور واجبیت وفرضیت کے حوالے سے اپنے کتب ورسائل میں بیان فرمائے ہیں اور باحسن وجوہ اس علم کے گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔

ہر مسلمان پر لازم وضروری ہے کہ اللہ عزوجل کی نازل کردہ کتاب ہدایت ''قرآن مقدس'' کو موافق نزول پڑھے اور قرآنی حروف کی تصحیح کے لئے جن علوم کی ضرورت پڑے حتی المقدور ان کے تحصیل کی کوشش کرے، تاکہ کما حقہ قرآن عظیم موافق نزول پڑھ سکے۔

تجوید کی تعریف: تجوید ایسے علم کا نام ہے جس کی رعایت سے قرآن شریف موافق نزول کے پڑھا جا سکے، کیوں کہ کتاب الٰہی قرآن مقدس تجوید ہی کے ساتھ نازل ہوئی۔

قرآنی حروف کے صحیح مخارج اور صفات عہد صحابہ سے لے کر اب تک متواتراً، متوارثاً منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں، تلاوت قرآن عظیم میں جن کی رعایت ومحافظت بہر حال لازم وضروری ہے۔ تجوید کی شرعیت مسلم الثبوت ومحقق الوجود ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں:

''تجوید بنص قطعی قرآن واخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوٰۃ والسلام واجماع تام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستند ام حق وواجب وعلم دین شرع الٰہی ہے، قال اللہ: ''ورتل القرآن ترتیلا'' (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۱۸/۳، رضا اکیڈمی، ممبئی)

ماقبل میں ذکر کیا جا چکا کہ دین کے ضروری مسائل سیکھنا، ان کا علم رکھنا اور ارکان شرعیہ کی ادائیگی میں ان کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور یہ بات ظاہر وباہر ہے کہ نماز کے اندر قرأت قرآن فرض ہے، اب یہ حقیقت واضح وآشکارا ہو گئی کہ قرآن پاک کو تجوید کی رعایت کے ساتھ کہ حروف کی تصحیح ہو جائے پڑھنا فرض عین ہوا، یعنی قرآن پاک کو اتنی تجوید سے پڑھنا جس سے حروف کی تصحیح ہو فرض عین ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز ایک استفتا کے جواب میں یوں رقم طراز ہیں:

''الشغ (جس کی زبان میں ہکلا پن ہو) کی نماز جبھی تو صحیح ہے کہ وہ تصحیح حروف میں کوشش کیے جائے، یہ بھی بے تعلیم صحیح ناممکن، یہی تعلیم تجوید ہے تو اس کی فرضیت قطعاً ثابت، اگر صحیح کو نہ سیکھے، یا سیکھے اور اس کے ادا کرنے کی کوشش نہ کرے تو نماز ضرور باطل ہو گی تو علم وعمل دونوں فرض ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۲۹/۳، ممبئی)

جس دور میں اسلام کے مسلمہ عقائد و محققہ معمولات پر شب خون مارنے کا ناپاک منصوبہ تیار کیا گیا، باطل عقائد و نظریات کی ترویج و تنفیذ کی تحریکات زور پکڑنے لگیں، بدعات و خرافات کو عام کیا جانے لگا، الزام تراشیوں کا دور چلا، فکری دیوالیہ پن کا مظاہرہ کیا گیا، بے شمار اختراعات و فرضیات پر صداقت کا غازہ ملنے کی ناپاک جسارت کی گئی۔

جو قوم اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو شارع اسلام اور قانون ساز نہیں مانتی تھی، خود وہ قانون ساز کارخانے کا ہیڈ آفیسر بن گئی، عقائد حقہ کو زنگ آلود کی جانے لگا، شان الوہیت و رسالت میں دریدہ دہنی و ہفوات گوئی کا سلسلہ شروع ہوا، تاریخ کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی فنکاری نے ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ایسے نازک ترین وقت میں امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ ایک بدعت شکن مجاہد اور اسلام کے سرگرم و باہمت بطل جلیل کی حیثیت سے میدان میں آئے، باطل تحریکات کا بائیکاٹ کیا، بدمذہبی کا رد بلیغ کیا، الزام تراشیوں کا دندان شکن جواب دیا، حملوں کا دفاع کیا، عہد صحابہ و تابعین سے چلے آرہے متوارث معمولات کو زندہ کیا، عقائد حقہ پر لگے زنگ کو عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور علوم دینیہ کی بھٹی میں تپا تپا کر صاف ستھرا کیا اور اپنے تجدیدی و اصلاحی، دینی و ملی کارہائے نمایاں اور خدمات جلیلہ سے اسلام کا رخ زیبا صاف کیا، عقائد اسلام اور اہل سنت کے معمولات و رسومات کو درخشندہ کیا، دنیائے اسلام نے بالاتفاق انہیں مجدد اسلام تسلیم کیا، فقیہ اسلام مانا، بڑے بڑوں نے انہیں عمدہ القابات و خطابات سے نوازا۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مجدد صرف عقائد ہی کی اصلاح کے لیے نہیں بھیجا جاتا، صرف اسلامی رسومات کو زندگی دینے کے لیے نہیں تشریف لاتا، بلکہ اعمال کی درستی اور ارکان اسلام کی درست ادائیگی کے لیے ضروری مطالبات و ضروریات کی تکمیل کے لیے لازمی امور کی نشان دہی بھی اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ بلاشبہ مرجع علما تھے، مشائخ کی آنکھوں میں سمائے ہوئے تھے، انہیں مرکزیت حاصل تھی، جبھی تو بے شمار ممالک سے مسائل شرعیہ کی دریافت کے لیے سوالات اور استفتے آتے تھے اور ایک ایک وقت میں چار چار سو جمع ہو جاتے تھے، یہ سلسلہ تادم وصال جاری رہا، جس کا خلاصہ ۵۴ سال بنتا ہے، سوالات ارسال کرنے والوں میں زندگی کے مختلف شعبے سے متعلق شخصیات ہوتیں اور سوالات کا تعلق بھی مختلف علوم و فنون سے ہوتا، اور آپ فضل الٰہی سے سائل کی نفسیات کو پرکھ کر اس کے سوالات کا تشفی بخش جواب دیتے، فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں جس کا کھلا ثبوت ہیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ جس طرح دیگر علوم و فنون میں ممتاز دکھائی دیتے ہیں، علم تجوید و قرأت میں اور اس کے رموز و نکات کی عقدہ کشائی میں آپ کا کمال و تبحر بے مثالی ہے، فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں شامل اس فن پر مستقل دو رسالے "الجام الصاد عن سنن الضاد" اور "نعم الزاد لروم الضاد" سے اس حقیقت کا بہ خوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(ملاحظہ کریں: فتاویٰ رضویہ جلد سوم، کتاب الصلوٰۃ، باب القراءۃ والامامۃ)

علم تجوید و قرأت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک فتویٰ کی ابتدا میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس قدر تجوید جس کے باعث حرف کو حرف سے امتیاز اور تلبیس و تبدیل سے احتراز حاصل ہو واجبات عینیہ واہم مہمات دینیہ سے ہے، آدمی پر تصحیح مخارج میں سعی تام اور ہر حرف میں اس کے مخرج سے ٹھیک ادا کرنے کا قصد و اہتمام لازم کہ قرآن مطابق ماانزل اللہ تعالیٰ پڑھے، نہ معاذ اللہ مداہنت و بے پروائی کہ آج کل کے عوام، بلکہ یہاں کے کثیر، بلکہ اکثر خواص نے اپنا شعار کر لیا'' (فتاویٰ رضویہ ص ۹۷/۳ طبع ممبئی)

امام احمد رضا قدس سرہ سے فن تجوید و قرأت کے حوالے سے متعدد سوالات کیے گئے، نماز میں قرأت کے اندر غلطی کرنے والے کی نماز کے بارے میں سوال ہوا، قرأت میں غلطی کرنے والے امام کی امامت سے متعلق استفتے آئے، تبدیلی حروف کی صورتیں دریافت کی گئیں، ترتیل کی حدود کے بارے میں سوال ہوا، متشابہ الصوت حروف کے بارے میں استفسار کیا گیا، قواعد تجوید میں غلطیاں کرنے والے شخص کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں۔ آپ نے ان تمام سوالات کا قرآن و احادیث کی روشنی میں صحیح حکم بیان فرمایا، ان

کے جوابات دیے، ان کے شبہات کا ازالہ فرمایا، شکوک دور و نفور کیے، مخارج حروف اور صفات کے بارے میں کافی اچھی معلومات فراہم کیں، اعسر الحروف "ض" کی شاندار تحقیق پیش فرمائی۔

اوپر بیان کیے گئے مسائل کی جھلکیاں قارئین کے روبرو پیش کی جارہی ہیں، دیکھیں، پڑھیں اور جھوم جائیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ سے ایک سوال کیا گیا کہ جو شخص قواعد تجوید سے ناواقف ہو، اس کو امام بنایا جائے یا نہیں؟ اور اگر کیا جائے تو اس کے پیچھے قواعد داں کی نماز ہوگی یا نہیں اور عام لوگوں یعنی غیر قواعد داں کی نماز بھی اس کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟...... آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

"اگر ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ معنی میں فساد آتا ہے، مثلاً حرف کی تبدیل جیسے "ع، ط، ص، ح، ظ" کی جگہ "ا، ت، س، ہ، ز" پڑھنا کہ لفظ مہمل رہ جائے، یا کھڑا پڑا کی بد تمیزی کہ حرکات بڑھ کر حروف مدہ ہوجائیں اور وہی قباحتیں لازم آئیں جس طرح بعض جہال "نستعین" کو "نستاعین" پڑھتے ہیں کہ بے معنی ہے تو ہمارے ائمہ متقدمین کے مذہب صحیح و معتمد محققین پر مطلقاً خود اس کی نماز باطل ہے، اور اگر وہ غلطی یوں کہ حرف بر وجہ صحیح ادا نہیں کرسکتا جس طرح آج کل عام دہقانیوں اور بہت سے شہریوں کا حال ہے تو اب جمہور متاخرین کا بھی فتویٰ بھی اسی پر ہے کہ اس کے پیچھے صحیح خواں کی نماز باطل ".......ملخصاً.......الخ......(فتاویٰ رضویہ ۱۹۱/۳، ممبئی)

آگے نماز ہونے، نہ ہونے کی کئی صورتوں کا بیان بڑے منفرد انداز میں پیش فرمایا اور مسئلہ کی نوعیت کو اچھی طرح واضح کردیا کہ کس غلطی سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے اور کس سے نہیں؟

.......مزید معلومات کے لیے پورا فتویٰ مطالعہ کریں۔

تبدیلی حروف مفسد نماز ہے یا نہیں اور کب؟ اس کے جواب میں یوں رقم طراز ہیں:

"تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ایک حرف کی جگہ دوسرے سے تبدیل اگر عجزاً ہو تو مذہب صحیح و معتمد میں اور خطاً ہو تو ہمارے ائمہ مذہب کے نزدیک مفسد نماز ہے، جب کہ مفسد معنی ہو، یا امام ابی یوسف کے نزدیک، جب کہ وہ کلمہ قرآن کریم میں نہ ہو اور اس سے بچنا بے تعلم تمایز حروف ناممکن اور فساد نماز سے بچنا فرض عین ہے" (فتاویٰ رضویہ ۱۲۸/۳، ممبئی)

ترتیل کی حدوں کے متعلق ارقام فرمایا:

"ترتیل کی تین حدیں ہیں، ہر حد اعلیٰ میں اس کے بعد کی حد ماخوذ و ملحوظ ہے، حد اول یہ کہ قرآن عظیم ٹھہر، ٹھہر کر بہ آہستگی تلاوت کرے کہ سامع چاہے تو ہر کلمے کو جدا جدا گن سکے، الفاظ بہ تفخیم ادا ہوں، حروف کو اس کی صفات شدت و جہر و امثالہا کے حقوق پورے دیے جائیں، اظہار و اخفا و تفخیم و تدقیق وغیرہا محسنات کا خیال رکھا جائے، دوم، مد و وقف و وصل کے ضروریات اپنے اپنے موقع پر ادا ہوں، سوم، جو حروف و حرکات کی تصحیح "ا، ع، ت، ث، س، ص، ح، ہ، ذ، ز، ظ" وغیرہا میں تمیز" (فتاویٰ رضویہ ۱۰۴/۳، ممبئی)

آگے خلاصہ پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"غرض، ہر نقص و زیادت و تبدیل سے کہ مفسد معنی ہو احتراز، یہ بھی فرض ہے اور علی التفصیل فرائض نماز سے بھی ہے کہ اس کا ترک مفسد نماز ہے" (فتاویٰ رضویہ ۱۰۲/۳، ممبئی)

ان ابحاث سے یہ حقیقت آفتاب نیم روز کی عیاں ہوگئی کہ علم تجوید و قرأت بہر صورت لازم و ضروری ہے، یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام احمد رضا قدس سرہ جس طرح بہت بڑے فقیہ، محدث، اور مفتی تھے، وہیں ایک ماہر مجود اعظم بھی تھے۔ اس میدان میں بھی آپ کی ذات امتیازی نشان رکھتی ہے، اس لیے ہم پر لازم ہے کہ امام احمد رضا کے افکار و تعلیمات کو پھیلائیں، عام کریں اور اس حد تک ضرور تجوید سیکھ لیں کہ حروف کی تصحیح ہوجائے، ہم فرض عین ادا کرلے جائیں اور ہماری نماز درست ہو۔ اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

☆☆☆